بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd S. No. 1411

پوسٹ بکس نمبر ۷۲۹۴ کراچی ۳
رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱
مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا خطبہ نمبر ۳
روزنامہ

المصلح

جمعرات
۲۲ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ
ایڈیٹر:- عبد القادر بی - اے

جلد ۷ | ۲۸ صلح ۱۳۳۳ ھش ۲۸ جنوری ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۱

تحریکِ جدید میں شمولیت کے متعلق تین اہم ہدایات

(۱) "گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا۔ کہ خلیفۂ وقت نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائیگا۔"

(۲) "میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئیگا اور وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔"

(۳) "ہم تو جب کوئی بات کہیں گے محبت اور پیار سے ہی کہیں گے اور اگر اس سے کوئی یہ استدلال کرتا ہے کہ حکم نہیں تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے احکام دینا نہ تو ہمارے اختیار میں ہے۔ اور نہ ہی ہم ایسے نفاذ کی طاقت رکھتے ہیں اور ایسے لوگ جو حکم تلاش کرتے ہیں۔ وہ اس جماعت میں داخلہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ فائدہ وہی حاصل کر سکتا ہے جو محبت کے تعلق کو قائم رکھے۔ اور یہ نہ دیکھے کہ کوئی بات حکماً کہی گئی ہے صرف یہ دیکھے کہ جس سے پیار ہے اس کی بات کو وزن دینا ضروری ہے اور اس کے نقش قدم پر چلنا لازمی ہے۔" (فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) (وکیل المال ربوہ)

خطبہ جمعہ

اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمہاری روحانی زندگی تبلیغ اسلام سے وابستہ ہے اور یہ کام قیامت تک جاری رہیگا

اللہ تعالیٰ کا فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تبلیغ اسلام کے سوا اور کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتی

یکم فروری سے سات فروری تک تحریک جدید کا ہفتہ منایا جائے اور جماعت کے ہر فرد کو اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے

دوست پورے اخلاص کے ساتھ زور لگائیں کہ اس سال تحریک جدید کے وعدے گذشتہ سالوں سے بہت آگے نکل جائیں۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۲ جنوری ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

میں نے آج خطبہ تو ایک اور مضمون کے متعلق بیان کرنا تھا اور میں بعد میں اسے بیان بھی کروں گا۔ لیکن آج مجھے ایک نو احمدی خاتون کا ایک رقعہ ملا ہے جس میں اس نے

عورتوں کے متعلق بعض شکایات

لکھی ہیں چونکہ وہ خاتون نو احمدی ہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ ہمارے طریق اور دوسرے مسلمان فرقوں کے طریق میں فرق ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر جگہ کے احمدی اس طریق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ لیکن مرکز میں رہنے والے اسے ضرور ملحوظ رکھتے ہیں۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ خطبات میں ایسے مضامین بیان کئے جاتے ہیں جن کی وقتی طور پر جماعت کو ضرورت ہوتی ہے اور جماعت کو ان کی طرف توجہ دلانا ضروری ہوتا ہے۔ باقی لوگوں کے لئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔ ان کے خطبہ کے لئے ایسی کوئی شرط نہیں۔ وہ کوئی مضمون بیان کر دیں۔ انہیں کوئی مضمون مل جائے۔ انہوں نے خطبہ میں بیان کر دینا ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کچھ نہ کچھ پڑھ کر خطبہ کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ گویا وہ کسی مقصد کے لئے خطبہ جمعہ نہیں پڑھتے بلکہ خطبہ کے لئے کوئی بات بیان کر دیتے ہیں لیکن ہمارے ہاں خطبہ کسی خاص غرض اور مقصد کے لئے پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے

ہمارے طریق کے مطابق

یہ بات نہایت مشکل ہے کہ کوئی شخص خواہش کرے کہ فلاں بات خطبہ میں بیان کی جائے اور اسے بیان کر دیا جائے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ کسی خاص مقصد اور سکیم کے ماتحت خطبہ نہ پڑھا جائے۔ بلکہ جو شخص جس بات کے متعلق رقعہ دے۔ اس پر خطبہ پڑھ دیا جائے۔ مگر چونکہ شکایت کرنے والی ایک نو احمدی خاتون ہیں۔ اور پھر وہ دوسرے علاقہ کی رہنے والی ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان کی خواہش کو پورا کر دوں۔ لیکن میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر خطبات کے سلسلہ میں لوگوں کی ساری خواہشات کو سامنے رکھا جائے۔ تو خطبہ کی غرض اور اس کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بہر حال اس نو احمدی خاتون نے یہ شکایت کی ہے۔ کہ مسجد میں عورتوں کے لئے جو حصہ ہے اس میں

بچے بھی آجاتے ہیں

جو خطبہ اور نماز کے وقت شور مچاتے ہیں اور بعض اوقات مسجد میں پیشاب کر دیتے ہیں۔ اس کے متعلق میں لجنہ اماء اللہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ درحقیقت یہ اس کا فرض ہے کہ وہ عورتوں کو ان کی ذمہ واریوں اور فرائض کی طرف اور اسی طرح صفائی کی طرف توجہ دلائے۔ اور انہیں ایسی باتیں سمجھائے لیکن پھر بھی ہم اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ لجنہ اماء اللہ کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلا دی جائے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ پوری ہمت کے ساتھ ان باتوں میں لگ جائیں۔ تو وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ مگر میں ان نو احمدی خاتون سے بھی یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم میں اور دوسرے مسلمان فرقوں میں ایک فرق ہے۔ اور وہ فرق بھی انہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ باقی فرقوں میں عورتوں سے جمعہ کے لئے مسجد میں آنے کے متعلق اصرار نہیں کیا جاتا۔ اس لئے جمعہ کے لئے

مسجد میں عورتیں

کم آتی ہیں۔ لیکن یہاں شریعت کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ عورتیں قومی کاموں میں حصہ لیں۔ اس لئے ہمارے اس اصرار کی وجہ سے

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

کہ عورتیں ایسے مواقع پر ضرور آئیں۔ بچے بھی ان کے ساتھ مسجد میں آجاتے ہیں۔ دوسرے فرقوں میں چونکہ مسجد میں عورتوں کے آنے پر اصرار نہیں ہوتا۔ اس لئے وہاں اول تو عورتیں آتی ہی بہت کم ہیں۔ اور جو آتی ہیں۔ وہ اکثر ایسی ہوتی ہیں جو بوڑھی ہوتی ہیں۔ اور وہ بچوں سے فارغ ہوتی ہیں۔ یا گھر کی دوسری عورتوں کے پاس بچے چھوڑ کر آجاتی ہیں لیکن یہاں ہمارے اصرار کی وجہ سے

بچوں والی عورتیں

بھی مسجد میں آجاتی ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری ہے کہ اگر بچہ گھر پر رہے۔ تو یا عورت مسجد میں نہ آسکے یا مرد مسجد میں نہ آئے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ اگر گھر کے سارے بالغ افراد عورتیں اور مرد مسجد میں آجائیں گے تو لازماً بچے بھی مسجد میں آئیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسا ہوتا تھا احادیث میں آتا ہے۔ کہ آپ کے زمانہ میں مائیں اپنے بچے بھی ساتھ لے آتی تھیں۔ اور جب بچے روتے تو آپ بعض دفعہ نماز جلدی پڑھا دیتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ ایسے اوقات میں یعنے جب بچے روئے تو ماؤں کو اسے گود میں اٹھا لینا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی پس عورتوں کو

ایسے مواقع پر اصرار کے ساتھ

لانے کی کوشش یا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہؤا کرتی تھی۔ اور یا اب ہمارے زمانہ میں کی جاتی ہے۔ درمیان میں مسلمانوں پر ایسا دور آیا ہے۔ جب عورتوں کو ایسے مواقع پر حاضر کرنے میں کوتاہی کی جاتی رہی اس عرصہ کے دوران میں یا تو بوڑھی عورتیں مساجد میں آجاتی تھیں۔ اور وہ بچوں سے فارغ ہوتی تھیں۔ اور یا ایسی عورتیں آجاتی تھیں۔ جو بچے دوسری عورتوں کے پاس چھوڑ آتی تھیں۔ انہیں مساجد میں آنے پر مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مواقع پر

اس امر پر مجبور کیا ہے۔ مثلاً عید کے موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ سارے مرد اور ہر قسم کی عورتیں اور بچے جوان اور بوڑھے سب حاضر ہوں۔ اور ایسا کہہ کر مسلمانوں کو آپ نے اس امر کا احساس کرایا ہے کہ ایسے مواقع پر عورتوں کو بھی لانا چاہیئے۔ پس جہاں لجنہ کا یہ فرض ہے کہ وہ عورتوں کی تربیت کرے اور سمجھائے۔ اور پھر ایسے طریق ایجاد کرے۔ جن کے ذریعہ اس مشکل سے نجات حاصل کی جائے

کیونکہ اگر بچے شور مچائیں گے تو خطبہ کے فوائد سے محروم رہنا ہوگا۔ اور اگر بچے پیشاب کریں گے تو مسجد خراب ہوگی۔ وہاں دوسرے لوگوں کو بھی یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ جب شریعت کے منشاء کو پورا کرنے کے لئے ہم عورتوں کو مسجد میں آنے کے متعلق تحریک کریں گے تو ان کے ساتھ

بچے بھی آئیں گے

اور جب بچے مسجد میں آئیں گے۔ تو وہ شور بھی مچائیں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں مساجد میں آتی تھیں۔ اور ان کے ساتھ بچے بھی آتے تھے۔ اور پھر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچے بھی شور کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ بعض دفعہ نماز جلد پڑھا دیتے تھے پس ساری

جماعت کا فرض ہے

کہ وہ اس کے متعلق غور کرے اور سوچے کہ وہ کون سے طریق ہیں۔ یورپ والوں نے بعض طریق ایجاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاں جمعہ کی قسم کی تقریبیں تو نہیں ہوتیں۔ ہاں جلسے ہوتے ہیں یا دعوتیں ہوتی ہیں جہاں سینکڑوں مرد عورتیں کام کرتے ہیں۔ جلسہ گاہ کے قریب ایسے کمرے بنا لئے جاتے ہیں جہاں نرسیں ہوتی ہیں۔ عورتیں اپنے بچے وہاں چھوڑ آتی ہیں۔ اور وہ نرسیں ان کی نگرانی کرتی ہیں۔ لیکن ہماری عورت کے پاس تو بعض دفعہ کپڑے صاف کرنے کے لئے صابن بھی نہیں ہوتا۔ وہ نرسوں پر خرچ کس طرح کر سکتی ہے۔ یہ تو مالداروں کے چوچلے ہیں۔ ان کی مسلمانوں سے امید نہیں کی جا سکتی وہاں روپیہ ہے اس لئے وہ اس طریق پر عمل کر لیتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس روپیہ نہیں۔ اس لئے وہ اس طریق پر عمل نہیں کر سکتے

ایک شکایت

اس تو احمدی خاتون نے یہ کی ہے کہ پچھلے جمعہ میں جب میں یہاں نہیں تھا۔ میرے بعد جس خطیب نے خطبہ پڑھا وہ تھتھلاتے تھے تو اس پر عورتیں ہنس پڑتی تھیں۔ یہ بات نہایت افسوسناک ہے۔ طبعی نقص پر ہنسنا اور مذاق اڑانا سخت کمینہ اور گندہ فعل ہے لجنہ اماء اللہ کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ خطیب اول تو ادب اور احترام کے مقام پر ہوتا ہے دوسرے اس لئے اس کی باتیں عزت اور احترام کے ساتھ سننی چاہئیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس سلسلہ میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔

حضرت بلالؓ حبشی تھے

آپ ش اور بعض دوسرے حروف ادا نہیں کر سکتے تھے۔ آپ اذان پر مؤذن تھے۔ اس لئے ان حروف کو ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے اذان میں غلطی کر جاتے تھے۔ صحابہؓ اس پر ہنس پڑتے

تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تم بلالؓ کے شین کو سین سمجھنے پر ہنس پڑتے ہو اور اسے حقارت سے دیکھتے ہو۔ حالانکہ خدا تعالےٰ عرش پر اس کی تعریف کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح تم خطیب کے تھتھلانے کو اس کی کمزوری خیال کرتے ہو۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کو قابل ہنسی نہیں سمجھا۔ بلکہ آپ نے تنبیہ کی ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

عورتوں کی تنظیمات کو چاہیئے

کہ ان کی اصلاح کریں۔ خطیب تو ہمارا اپنا ہوتا ہے۔ ہم اگر اسکے کسی طبعی نقص پر ہنسیں گے تو دوسرے لوگ تو نعرے لگائیں گے۔ اگر کوئی قوم اپنے لیڈروں کا احترام نہیں کرتی تو دوسرے تو جو چاہیں ان سے سلوک کریں گے۔

اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں جو میں نے خطبہ میں بیان کرنا تھا۔ وہ مضمون میں

تحریک جدید کے متعلق

بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بھی جماعت کو بتایا تھا۔ کہ تحریک کے دونوں دوروں کے جو وعدے آرہے ہیں۔ وہ گزشتہ سالوں کی نسبت بہت کم ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس عرصہ میں کچھ کمی پوری کی گئی ہے۔ یعنے جب میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ اس وقت اس سال کے وعدوں اور گزشتہ سال کے وعدوں میں ۳۳، ۳۴ فیصدی کا فرق تھا یعنے سو کی بجائے ۶۶ کے وعدے آئے تھے۔ لیکن اب فرق کم ہو گیا ہے۔ اب ۶۶ کی بجائے قریباً ۸۰ فیصدی وعدوں کی گزشتہ سال سے نسبت ہے لیکن اب

وعدوں کی تاریخ ختم ہو رہی ہے

پندرہ فروری آخری تاریخ ہے۔ جس تک وعدے مرکز میں پہنچ جانے ضروری ہیں۔ تین چار دن ڈاک پر لگ جائیں گے۔ گویا وعدے زیادہ سے زیادہ ۲۰ فروری تک وصول ہوں گے اور اس میں جتنے دن باقی رہ گئے ہیں وہ اتنے تھوڑے ہیں کہ ان میں اس کسر کا پورا ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں نے جماعت کو بتایا تھا کہ ہمارے اہم ترین کاموں میں سے

غیر ملکوں میں تبلیغ اسلام

کرنا ہے۔ کیونکہ اسلام کی کمزوری اور ضعف کا موجب غیر مذاہب کا رویہ ہے۔ اگر ہم اسلام کی صحیح تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کریں اور

اگر ہم ان میں سے کچھ حصہ کو مسلمان بنا دیں۔ تو لازمی طور پر ان کی دشمنی اور عداوت کمزور پڑ جائے گی۔ اور آہستہ آہستہ ہو سکتا ہے کہ وہ سارے ہی ہمارے بھائی بن جائیں۔ مثلاً جب ملک تقسیم نہیں ہؤا تھا ہم ہندوؤں میں تبلیغ کرتے تھے۔ تو پیچھے پیچھے مولوی آجاتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ آریہ بننا احمدی ہونے سے بہتر ہے۔ اور زیادہ تر قریب رہنے والے چونکہ وہی لوگ ہوتے تھے۔ اس لئے ہمیں تبلیغ کرنے میں مشکل پیش آتی تھی۔ کیونکہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہی اسلام ہے۔ جو غیر احمدی لوگ پیش کر رہے ہیں احمدی تو تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن

دوسرے ممالک میں چلے جاؤ

تو وہاں اگر ہمارا مبلغ ہے۔ تو وہ جو صحیح اسلام پیش کرتا ہے لوگ بھی اسی کو صحیح اسلام سمجھتے ہیں۔ صرف چند اورینٹلسٹ اور مستشرقین سمجھتے ہیں کہ دوسرے مسلمان اور کہتے ہیں لیکن ان کے اتباع بہت کم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی بات کو صرف چند افراد قیمت دیتے ہیں عوام نہیں۔ پس ہاں ہمارا نمائندہ جو کچھ کہتا ہے لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اگر وہ باتیں انہیں معقول نظر آتی ہیں۔ تو وہ مان لیتے ہیں۔ اور وہی ممالک ہیں جہاں

تبلیغ اسلام

مفید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان ممالک میں ہمارے پیچھے مولوی نہیں ہوتے۔ جو یہ کہیں کہ یہ صحیح اسلام نہیں۔ بہر حال دوسرے ممالک میں ہمیں یہ سہولت میسر ہوتی ہے اور معقول طور پر

قرآن کا پیش کردہ اسلام

لوگوں تک پہنچانا آسان ہوتا ہے۔ پس ایک ہی طریق جو تبلیغ اور خدمت اسلام کا ہمارے پاس ہے۔ اگر اس کی طرف توجہ نہ کی جائے تو اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہوگی۔ لیکن باوجود اس کے کہ یہی ایک طریق خدمت اسلام کا ہے محض اس لئے کہ میرے منہ سے ۱۹ کا لفظ نکل گیا تھا۔ تحریک جدید کے وعدوں میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ گویا ۱۹ کا لفظ کیا نکلا۔ قیامت آگئی۔ اب اور کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ غرض یہ لفظ لوگوں کے اندر کمزوری پیدا کر رہا ہے۔ میں بتا چکا ہوں کہ درحقیقت ۱۹ کا لفظ کوئی معنے نہیں رکھتا۔ یہ لفظ مصلحت کے ماتحت خدا تعالےٰ نے میرے منہ سے نکلوایا تھا۔ ورنہ خدمت دین اور تبلیغ اسلام کا کام وہ ہے جو قیامت تک چلیگا اور قرآن کریم سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ مسیح علیہ السلام

کے منکر قیامت تک رہیں گے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک مسلمان تو مسیح علیہ السلام کا منکر نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلم ہی ان کے منکر ہو سکتے ہیں۔ پس دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ غیر مسلم قیامت تک رہیں گے۔ اور اگر یہ بات صحیح ہے۔ کہ غیر مسلم قیامت تک رہیں گے۔ تو یہ بات بھی ماننی پڑیگی۔ کہ

تبلیغ اور خدمتِ اسلام بھی قیامت تک رہے گی

اور درمیان میں کوئی شخص اسے ختم نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ قادیان میں میں نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ تو بعد میں کسی شخص نے کہا۔ کہ ایک پیر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ سے کوئی بات دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اچھا پیر صاحب کو لے آئیں۔ چنانچہ میں مسجد میں ہی بیٹھ گیا۔ اور وہ پیر صاحب آگئے۔ انہوں نے سوال کیا۔ کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص کشتی میں سوار ہو۔ اور دریا کے دوسرے کنارے پر جانا چاہتا ہو۔ تو جب کشتی کنارہ پر لگ جائے۔ تو وہ کشتی میں ہی بیٹھا رہے۔ یا دوسرے کنارہ پر پہنچ کر کشتی سے اتر جائے۔ میرے دل میں اللہ تعالےٰ نے معًا یہ بات ڈال دی۔ کہ یہ پیر اباحتی فقیروں میں سے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ نماز خدا تعالیٰ سے ملنے کے لئے ہوتی ہے۔ جب کسی کو

خدا تعالےٰ مل جائے

تو وہ نماز کیوں پڑھے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہو سکتا تھا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی وفات تک نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اس لئے ہم بھی اپنی وفات تک نماز پڑھتے رہیں گے۔ لیکن میں نے جو جواب دیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ پیر صاحب یہ بات تو دریا کی چوڑائی پر منحصر ہے۔ اگر دریا محدود ہے تو جب کنارہ آجائیگا۔ اس شخص کا کشتی میں بیٹھے رہنا بیوقوفی کی بات ہوگی۔ لیکن اگر وہ دریا غیر محدود ہے۔ تو اگر ہم سمجھیں گے۔ کہ دریا کا کنارہ آگیا۔ تو یہ بیوقوفی ہوگی۔ پس جہاں ہم اترے وہیں ڈوبے۔ اب آپ بتائیے۔ کہ آپ محدود دریا کے متعلق پوچھ رہے ہیں یا غیر محدود دریا کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ اب یہاں سوال تو خدا تعالےٰ کا تھا۔ جو غیر محدود ہے۔ اسے وہ محدود کیسے کہتا۔ اس لئے وہ کہنے لگا۔ کہ بات ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ کہ جب دریا غیر محدود ہو۔ تو جہاں ہم کشتی سے اتریں گے۔ وہیں ڈوبیں گے۔ وہی بات میں اب کہتا ہوں۔ کہ تبلیغ اسلام کا کام قیامت تک ہے۔ جس نے یہ کام چھوڑا مرا۔ کھانا چھوڑ دینے سے جسمانی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور

تبلیغ اسلام کا فریضہ

ترک کر دینے سے روحانی موت آجاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں نے مومنوں کے ساتھ سودا کیا ہے۔ کہ ان کی جانیں اور مال میں نے ان سے لے لئے ہیں۔ اور اس کے بدلہ میں میں نے اپنی جنت دیدی ہے۔ پس اللہ تعالےٰ بھی سودے کرتا ہے۔ اگر ہم اسے زندگی نہیں دیتے۔ تو وہ ہمیں زندگی کیوں دے۔ خدا تعالیٰ کی زندگی کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کے دین کی تعلیم زندہ رہے اگر ہم اسلام کی زندگی کو قائم رکھ کر خدا تعالیٰ کو زندگی نہیں دیتے۔ تو خدا تعالےٰ بھی ہمیں زندگی نہیں دے گا۔ لیکن اگر ہم اس کو زندہ رکھتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ قیامت کے دن ہمیں کہے گا۔ کہ تم نے مجھے زندگی دینے کی کوشش کی۔ اس لئے اب میں بھی تمہیں زندگی دوں گا۔ یہ مت سمجھو کہ خدا تعالےٰ کے لئے زندگی کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ تو حی وقیوم ہے۔ اس کے لئے زندگی کا لفظ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ احادیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب بعض لوگ خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو وہ کہے گا۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑے پہنائے۔ وہ لوگ کہیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تو تو رب العالمین ہے۔ اور ہم تیرے بندے ہیں۔ تیری شان تو بہت ارفع ہے تو کیسے بھوکا رہ سکتا ہے۔ کہ ہم تجھے کھانا کھلائیں۔ تو کیسے پیاسا رہ سکتا ہے۔ کہ ہم تجھے پانی پلائیں۔ تو کیسے ننگا رہ سکتا ہے۔ کہ ہم تجھے کپڑے پہنائیں۔

اللہ تعالےٰ کہے گا

ہاں ہاں تم نے ایسا کیا ہے۔ میرا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ جب تمہارے پاس آیا۔ اور وہ بھوکا تھا اور تم نے اسے کھانا کھلایا۔ تو میں ہی بھوکا تھا۔ جس کو تم نے کھانا کھلایا۔ اور جب میرا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ تمہارے پاس آیا۔ اور وہ پیاسا تھا۔ اور تم نے اسے پانی پلایا۔ تو میں ہی پیاسا تھا۔ جس کو تم نے پانی پلایا۔ اور جب میرا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ تمہارے پاس آیا۔ اور وہ ننگا تھا۔ اور تم نے اسے کپڑے پہنائے۔ تو میں ہی ننگا تھا۔ جسے تم نے کپڑے پہنائے۔ اور اگر میرا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ بیمار ہوا۔ اور تم نے اس کی عیادت کی۔ تو تم نے میری ہی عیادت کی۔ پس چونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ میں بیمار تھا۔ تم نے میری عیادت کی۔ اس لئے آج میں بھی تم کو ایسے گھر میں جگہ دوں گا۔ جہاں تمہیں

ہر قسم کا رزق اور آرام

ملے گا۔ اور اگر خدا تعالےٰ کے کسی کمزور سے کمزور بندے کو رزق دینا خدا تعالےٰ کو رزق دینا ہے۔ اگر اس کے کمزور سے کمزور بندے کو پانی پلانا خدا تعالےٰ کو پانی پلانا ہے۔ اگر اس کے کمزور سے کمزور بندے کو کپڑے پہنانا خدا تعالیٰ کو کپڑے پہنانا ہے۔ تو دین تو اس کی ساری صفات کا جامع ہے۔ دین اسلام کیا ہے۔ دین اسلام خدا تعالیٰ کی ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور مالکیت کی صفات کو بیان کرنے والا ہے۔ جو شخص اس دین کی اشاعت کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ وہ خدا تعالےٰ کو دنیا میں زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ گویا خدا تعالےٰ کا وجود اسلام کے ذریعہ آتا ہے۔ جو شخص اسلام کو زندہ کرتا ہے۔ وہ دنیا کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کو زندہ کرتا ہے۔ اور جو شخص اسلام کو زندہ نہیں کرتا۔ وہ دنیا کے لحاظ سے خدا تعالےٰ کو مارتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو ہر وقت عرش پر موجود ہے۔ اور وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ وہ زندہ بھی ہوتا ہے۔ اور مرتا بھی ہے۔ جب لوگوں کی توجہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہٹ جائے۔ اور اس کی طرف ان کا دھیان نہ رہے۔ تو ان کے لئے خدا تعالیٰ مرا ہوا ہوگا۔ اور جب لوگوں کی توجہ خدا تعالےٰ کی طرف ہو۔ تو ان کے لئے خدا تعالیٰ زندہ ہوگا۔ غرض

اسلام کی اشاعت میں ہی خدا تعالیٰ کی زندگی ہے

اور اس کی اشاعت کو ترک کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت ہے۔ پس جو شخص اسلام کی اشاعت میں حصہ لیتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کو زندہ کرتا ہے۔ اور جو شخص اسلام کی اشاعت میں حصہ نہیں لیتا۔ وہ خدا تعالےٰ کی زندگی سے لاپرواہ ہے۔ اور جو شخص خدا تعالےٰ کی زندگی سے لاپرواہ ہے۔ اس کا یہ امید رکھنا کہ خدا تعالےٰ اسے زندہ رکھے گا۔ بیوقوفی کی بات ہے۔ آخر یہ ایک سودا ہے۔ جو تم نے خدا تعالےٰ سے کیا ہے۔ اگر تم اپنا حصہ پورا ادا نہیں کرتے۔ تو خدا تعالیٰ اپنا حصہ کیوں پورا کرے۔ میں نے تم پر واضح کر دیا تھا۔ کہ

تبلیغ اسلام ہمیشہ کیلئے رہے

اس لئے اگر میرے منہ سے ۱۹ کا لفظ نکل گیا۔ تو کیا تم یہ کہو گے۔ کہ اب تبلیغ اسلام نہیں کی جائیگی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپؐ نے بھی اسی قسم کی ایک بات کہی۔ مدینہ آنے سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی۔ کہ مکہ کے لوگ مدینہ پر حملہ کریں گے۔ اور ان کی مسلمانوں سے لڑائیاں ہوں گی۔ اس لئے جب انصار مدینہ نے آپؐ کے سامنے یہ بات پیش کی۔ کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ اور آپؐ نے وہاں جانا منظور کر لیا۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میں جب مدینہ آجاؤں گا۔ تو تمہارا کام ہوگا۔ کہ اگر مدینہ پر حملہ ہو۔ تو تم دشمن کا مقابلہ کرو۔ اور اگر لڑائی مدینہ سے باہر ہو۔ تو

دشمن کا مقابلہ کرنے کی ذمہ داری

تم پر عائد نہیں ہوگی۔ اب یہ ایک احتمالی بات تھی۔ یقینی نہیں تھی۔ اور چونکہ یہ ایک دُور کا خیال تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باہر کا خیال نہیں کیا۔ اور مدینہ والوں نے بھی کہہ دیا۔ کہ ہاں۔ مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن باہر نہیں۔ ہجرت کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے۔ کہ اسلام کو بچانے کی خاطر مسلمانوں کو مدینہ سے باہر جا کر بھی لڑنا پڑا۔ چنانچہ جنگ بدر ہی مدینہ سے باہر کئی منزلوں پر جا کر لڑی گئی جب آپؐ جنگ کے لئے باہر نکلے۔ تو پہلے یہ خیال تھا۔ کہ ایک قافلہ سے مقابلہ ہوگا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا۔ کہ لڑائی مکہ سے آنے والے ایک باقاعدہ لشکر سے ہوگی۔ اس پر آپ نے خیال فرمایا۔ کہ مدینہ والوں سے تو یہ معاہدہ تھا۔ کہ انہیں مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

مدینہ سے باہر لڑائی

کی صورت میں مقابلہ کرنے کی ذمہ داری ان پر عائد نہیں ہوگی۔ جب آپؐ لڑائی کے لئے باہر نکلے۔ تو آپؐ کے ساتھ مہاجرین بھی تھے۔ اور انصار بھی۔ آپؐ نے صحابہؓ کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ تم مجھے مشورہ دو۔ کہ دشمن سے لڑائی کی جائے۔ یا نہیں۔ آپؐ کا منشا یہ تھا۔ کہ آپؐ کے سوال کے جواب میں انصارؓ بولیں گے۔ کہ معاہدہ کے وقت ہم سے یہ شرط کی گئی تھی کہ مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں ہم مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ مدینہ سے باہر لڑائی کی صورت میں ہم اس کا مقابلہ کرنے کے پابند نہیں ہوں گے۔ اب آپ بغیر بتائے ہمیں یہاں لے آئے ہیں۔ یہ بات اس معاہدہ کے خلاف ہے۔ بہرحال آپؐ نے جب مشورہ پر زور دیا۔ تو مہاجرین نے مشورہ دیا۔ کہ اگر دشمن حملہ کرتا ہے۔ تو ہمارے لئے اس کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ انصار خاموش بیٹھے رہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہاجرین کے بار بار کھڑا ہونے اور مشورہ دینے کے بعد فرماتے

اے لوگو مجھے مشورہ دو

کہ اب کیا کیا جائے۔ اس وقت ایک انصاری رئیس کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ۔ لوگ آپؐ کو مشورہ تو دے رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی آپؐ یہی فرما رہے ہیں۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید آپؐ کی

غرض یہ ہے

کہ ہم بھی بولیں۔ یا رسول اللہؐ۔ ہم اب تک اسی لئے نہیں بولے۔ کہ حملہ آور

مہاجرین کے بھائی بند ہیں

ان میں کوئی تو مہاجرین کا بھائی ہے۔ کوئی چچا ہے۔ اور کوئی بھتیجا ہے۔ ہمارا ان سے لڑائی کا مشورہ دینا اخلاق کے خلاف تھا۔ کیونکہ اگر ہم یہ مشورہ دیتے۔ کہ ہم حملہ آوروں سے لڑیں گے تو مہاجرین کہتے۔ یہ لوگ ہمارے بھائی بندوں کے قتل کے شوقین ہیں۔ اس لئے ہم نے مناسب سمجھا۔ کہ مہاجرین بول لیں۔ کیونکہ وہ لوگ انکے اپنے بھائی بند ہیں۔ لیکن یا رسول اللہؐ! آپ کے بار بار مشورہ پر زور دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار بھی بولیں۔ اور شاید حضورؐ کا مشورہ طلب کرنے سے اس معاہدہ کی طرف اشارہ ہے جو ہجرت سے قبل آپ کے اور انصار کے درمیان ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ درست ہے۔ وہی معاہدہ میرے مدنظر تھا۔ اس پر اس انصاری رئیس نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! جب ہم نے وہ شرط کی تھی کہ ہم مدینہ کے اندر رہ کر دشمن سے مقابلہ کریں گے مدینہ سے باہر لڑائی کی صورت میں ہم آپ کی مدد کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ اس وقت ہمیں پتہ نہیں تھا کہ آپؐ ہیں کیا۔

آپؐ کی شان ہم پر واضح نہیں تھی

صرف بعض صداقتیں دیکھکر ہم آپؐ پر ایمان لے آئے۔ آپؐ نے ہجرت فرمائی۔ تو مدینہ میں ہم آپؐ کی مجلسوں میں بیٹھے اور ہمیں پتہ لگا کہ آپؐ کی شان کیا ہے۔ اب وہ معاہدہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اب آپؐ کی شان ہمیں معلوم ہو چکی ہے۔ اب یا رسول اللہؐ! ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے۔ آگے بھی لڑیں گے۔ اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور دشمن ہماری لاشوں کو روندتا ہؤا آپؐ تک پہنچے تو پہنچے۔ اس سے پہلے نہیں پہنچ سکتا۔ پھر اس انصاری رئیس نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! سامنے (دو تین منزل پر) سمندر ہے۔ لڑائی تو الگ رہی۔ آپؐ ہمیں حکم دیں۔ کہ تم سب اس سمندر میں کود جاؤ۔ تو ہم بلا سوچے سمجھے اس میں اپنی سواریاں ڈال دیں گے۔ تو دیکھو۔

وہ بھی ایک معاہدہ تھا

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے ہجرت سے قبل کیا تھا۔ میں نے تو تم سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے انصار نے یہ معاہدہ کیا تھا۔ کہ وہ مدینہ سے باہر جاکر دشمنوں کا مقابلہ نہیں کریں گے۔ خدا تعالےٰ نے سمجھا۔ کہ اگر ابھی سے انہیں کہہ دیا گیا۔ کہ تمہیں دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ تو یہ لوگ ڈر نہ جائیں۔ جب ان پر حقیقت کھل جائے گی تو یہ لوگ خود لڑیں گے۔ اسی طرح جب میں نے تحریک جدید کا اعلان کیا تھا تو وہ تمہاری کمزوری کا وقت تھا۔ اگر اس وقت میں یہ کہہ دیتا۔ کہ یہ تحریک قیامت تک کے لئے ہے۔ تو شاید تم میں سے اکثر ہمت سے کام نہ لیتے۔ اور اس میں حصہ لینے سے محروم رہتے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے میری زبان سے پہلے تین۔ اور دس اور پھر

انیس کا لفظ

نکلوا دیا۔ خدا تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ جب یہ لوگ ۱۹ سال تک پہنچ جائیں گے۔ تو وہ اس میں اس طرح پھنس جائیں گے۔ کہ ان کا اس سے نکلنا مشکل ہوگا۔ اس وقت سارے اہم ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور ان میں ہماری تبلیغ ہو رہی ہے۔ اب اگر تحریک جدید کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہمیں کسی مشن کو بند کرنا پڑا تو تمہاری ناک کٹ جائے گی۔ اب ناک کٹوانے سے محفوظ رہنے کے لئے تمہیں ساتھ ساتھ چلنا پڑے گا۔ تم اپنے آپ کو تبلیغ میں اس طرح پھنسا بیٹھے ہو کہ اب سوائے بے شرمی اور بے حیائی کے کوئی چیز نہیں۔ جو تمہیں اس کام سے ہٹا سکے۔ تبلیغ اسلام کے متعلق جو ذمہ داری تم پر عاید ہوتی ہے۔ تم اس فرض کو جانے دو۔ تم اپنے ناک کی حفاظت کرو۔

اگر تم تحریک جدید سے ہٹ گئے

تو تمہاری ناک کٹ جائے گی۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ یہ طریق صرف اس لئے اختیار کیا تھا۔ کہ تم کمزوری کا شکار نہ ہو جاؤ۔ اور تمہیں مضبوط ہونے اور بہادری دکھانے کا موقعہ مل جائے۔ تم دس اور انیس۱۹ کے پھیر میں نہ پڑو۔ یہ کام قیامت تک کے لئے ہے یا یوں سمجھ لو۔ کہ یہ کام اس وقت تک کے لئے ہے۔ جب تک تم زندہ رہو جب تم مرجاؤ گے۔ تو یہ کام تمہارے لئے بند ہوگا۔ اور جب یہ کام بند ہوگا۔ تو تم مرجاؤ گے اگر تبلیغ اسلام ختم ہو گی تو تمہاری روحانی زندگی ختم ہو جائے گی۔ اور اگر تم روحانی طور پر زندہ رہو گے۔ تو تبلیغ اسلام بھی ختم نہیں ہو گی۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ تم نے بھی خدا تعالےٰ سے کچھ امیدیں لگا رکھی ہیں تم تحریک جدید میں

بڑھ چڑھ کر حصّہ لو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپؐ تو اپنے اعمال کے زور سے جنت میں چلے جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں عائشہؓ میں بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی جنت میں جاؤں گا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا وجود بھی یہ کہتا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہی جنت میں جاؤں گا تو تم کیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑے ہو کہ تم اپنے اعمال کے زور سے جنت میں چلے جاؤ گے آخر وہ کیا چیز ہے۔ جو تم خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کرو گے۔ اگر تم نماز پڑھتے ہو۔ تو تم اپنے فائدہ کے لئے پڑھتے ہو۔ اگر تم روزے رکھتے ہو۔ تو تم اپنے فائدہ کے لئے رکھتے ہو۔ اگر تم حج کرتے ہو۔ تو تم اپنے فائدہ کے لئے کرتے ہو۔ اگر تم زکوٰۃ دیتے ہو تو تم اپنے بھائی بندوں کے فائدہ کے لئے دیتے ہو۔

صرف ایک چیز ہے

جس کو تم خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکتے ہو اور کہہ سکتے ہو کہ اے خدا ہم نے تیری خاطر یہ کام کیا۔ ہم پاکستان میں رہتے تھے۔ تہ بند باندھتے تھے۔ پھٹی ہوئی پگڑیاں پہنتے تھے۔ کھانے کو پیٹ بھر کر بھی نہیں ملتا تھا۔ مگر باوجود ان سب تکلیفوں کے ہم نے محض تیرے نام کو بلند کرنے کے لئے چندے دیئے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جس کو قیامت کے دن اپنی نجات کی خاطر تم خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔ اور خدا تعالےٰ جو عدل و انصاف کا منبع ہے تمہیں یہی کہہ سکتا ہے کہ تم نے تکلیفیں اٹھاکر میرے نام کو بلند کیا تھا۔ اب میں اس جہان میں تمہارے کام کو بلند کروں گا۔ پھر یہی وہ چیز ہے جسے تم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔ اور کہہ سکتے ہو کہ

یا رسُول اللہؐ

ہم نے آپؐ کے لائے ہوئے دین کی تبلیغ کی ہے اس لئے آپ خدا تعالےٰ کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ پس اللہ تعالےٰ کے فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو کھینچنے کے لئے تبلیغ اسلام کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ اور دنیا میں سب سے مقدم یہی عمل ہے۔ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ وجاھدھم بہ جہادا کبیرا۔ کہ تم قرآن کریم کو لے کر جہاد کبیر کر۔ پس سب سے بڑا عمل یہی ہے۔ کہ تم قرآن کریم کے ساتھ جہاد کبیر کرو۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ کہ تم نماز اور روزہ سے جنت لے لوگے۔ تو تمہاری مرضی لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ جنت کو حاصل کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کے فضل کی ضرورت ہے۔ تو اس کا فضل اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ تم تحریک جدید میں حصہ لو۔ تکالیف اور مشکلات آتی ہیں۔ تو آنے دو لیکن

تبلیغ کو نہ چھوڑو

تاکہ نجات تمہارا دامن نہ چھوڑے اور تاتم رسول کریمؐ سے دعوے سے کہہ سکو کہ ہم آپؐ کی شفاعت کے مستحق ہیں۔ ہم نے آپؐ کے لائے ہوئے دین کو جہنم سے نکالا ہے۔ کیا آپؐ ہمیں جہنم سے نہیں نکالیں گے۔ یا تم خدا تعالےٰ سے یہ کہہ سکو۔ کہ ہم نے تیرے نام کو دنیا میں روشن کرنے کے لئے فاقے بھی برداشت کئے ہیں۔ لیکن تجھے فاقے برداشت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تکالیف برداشت کرکے تیرے دین کو زندہ کیا ہے۔ اب ہمیں زندگی دینے کے لئے تجھے تکالیف برداشت کرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر کیا تو فاقے برداشت کئے بغیر اور تکالیف اٹھائے بغیر بھی ہمیں زندگی نہیں بخشے گا۔ پس

یہ دو وسیلے ہیں

جن کے ساتھ تم خدا تعالےٰ کے فضل اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو حاصل کر سکتے ہو۔ ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ جس کے ذریعہ تم خدا تعالےٰ کے فضل کو حاصل کر سکو یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھ سکو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اگر تمہاری سفارش کریں گے۔ تو ان کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل تو ہونی چاہیئے۔ جو وہ خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکیں آپ یہ تو نہیں کہیں گے۔ کہ میں پارٹی کا پنچ ہوں اس لئے ان لوگوں کی شفاعت کرتا ہوں۔ آپ کو خدا تعالےٰ کے سامنے کوئی نہ کوئی چیز پیش کرنی ہوگی۔ کہ یہ وجہ ہے۔ جس کی بناء پر میں ان کو اپنی پارٹی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ اور خدمت اسلام کے سوا مجھے کوئی اور چیز ایسی نظر نہیں آتی جس کی بناء پر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت کریں

بے شک جنت میں جانے کے لئے طہارت نفس کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ایمان کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے لئے خدمت خلق کی بھی ضرورت ہے لیکن باوجود اس کے ہماری کوششوں میں کمی رہ جاتی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی ضرورت ہے یہ نہیں کہ فلاں شخص نے نماز نہیں پڑھی یا اس نے زکوٰۃ نہیں دی۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس کی سفارش کریں گے۔ آپؐ کی شفاعت اس لئے ہوگی۔ کہ ان لوگوں نے سارا زور لگا کر نمازیں پڑھی ہیں۔ سارا زور لگا کر روزے رکھے ہیں لیکن پھر بھی کچھ کسر رہ گئی ہے۔ انہوں نے اچھی طرح حج کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں کسر رہ گئی ہے انہوں نے پورا زور لگا کر زکوٰۃ دی ہے۔ لیکن پھر بھی اس میں کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اس کسر کو پورا کرنے کے لئے میں ان کی سفارش کرتا ہوں۔ انہوں نے پورا زور لگا کر اعمال صالحہ کئے ہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ کسر رہ گئی ہے۔ آپ رحیم و کریم ہیں۔ آپ یہ کسر پوری کر دیں۔ پس

خدا تعالےٰ سے شفاعت کرنے کیلئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز تو ہونی چاہیئے کہ یہ شخص اخلاص سے کام کر رہا تھا لیکن اس کی کوششوں میں کمی رہ گئی۔ آپ اس کمی کو پورا کر دیں۔ تم جب کسی سے کہتے ہو۔ کہ میرا فلاں کام کر دو۔ یا کسی سے سفارش کرواتے ہو۔ تو ساتھ ہی یہ دلیل دیتے ہو۔ کہ فلاں وجہ ہے۔ جس کی بناء پر مجھے یہ حق حاصل ہے۔ پس اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے پاس شفاعت کے لئے جائیں گے۔ تو آپ کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل ہونی چاہیئے۔ جس کو پیش کرکے وہ خدا تعالےٰ سے شفاعت کر سکیں۔ اور وہ یہی ایک چیز ہے کہ ہم نے

خدا تعالےٰ کے دین کی خدمت

کرکے اسے زندہ کیا تھا۔ اب وہ ہمیں زندہ کرے ہم نے خدا تعالےٰ سے سودا کیا تھا۔ ہم نے اپنی

شرط پوری کردی۔ اب وہ اپنی شرط پوری کرے۔ یہی ایک دلیل ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کرسکتے ہیں۔ اور اس کا فضل حاصل کرسکتے ہیں پس مت سمجھو۔ کہ یہ کوئی معمولی کام ہے یہ مت سمجھو۔ کہ اسے نظر انداز کرکے تم اپنی روحانیت کو سلامت رکھ سکتے ہو۔ یا قیامت کو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا مطالبہ کرسکتے ہو۔ خدا تعالےٰ کے فضلوں کا مطالبہ کرنے کے لئے کسی غیر معمولی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے رستہ سے ہٹ کر کوئی چیز ہے۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتی ہے۔ اور یہ کام یعنی خدمتِ اسلام رستہ سے ہٹ کر ہے۔ تم کہہ سکتے ہو۔ کہ اے خدا باقی کام تو ہم اپنے نفسوں کے لئے کرتے رہے ہیں۔ لیکن یہ کام ہم محض تیرے لئے کرتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لئے کرتے رہے ہیں۔ جو دوسرے ممالک میں رہتے تھے۔

پس میں

جماعت کو توجہ دلاتا ہوں

کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھے۔ اسے کوشش کرنی چاہیئے کہ قربانی کے لئے چھلانگیں مار کر آگے آئے۔ تاکہ ہم جلد سے جلد اسلام کی اشاعت کرسکیں۔ اب دنیا کنارے پر لگ چکی ہے۔ اسے صرف ایک ٹھوکر کی ضرورت ہے۔ طبائع میں سلامت روی پیدا ہوچکی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ دنیا دہریت اور بے دینی کی طرف جارہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ

دنیا دہریت اور بے دینی کی طرف نہیں جارہی

بلکہ عقل کی طرف جارہی ہے۔ پہلے لوگ مولویوں اور پنڈتوں سے سن کر مذہبی باتیں مان لیتے تھے۔ اگر پنڈت کہہ دیتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ دنیا میں آکر ہمارے کاموں میں شریک ہوجاتا ہے۔ تو وہ اٰمنّا و صدقنا کہہ دیتے تھے۔ اگر پنڈت کہتے۔ کہ خدا تعالیٰ بتوں میں آجاتا ہے۔ اور ہم سے باتیں کرتا ہے۔ تو وہ یہ باتیں مان لیتے تھے۔ اگر پنڈت کہتے۔ کہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ تم اس کے خاص لوگوں میں سے ہو۔ تم دوسرے لوگوں کو مارنے پھرو تو لوگ کہتے۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اب ایسا نہیں۔ اب اگر کسی کو کوئی بات کہو۔ تو وہ کہتا ہے۔ پہلے مجھے سمجھاؤ۔ کہ یہ کس طرح درست ہے۔ لوگ اس کا نام بے دینی اور دہریت رکھتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ سچائی کی جستجو ہے۔ جو عیسائیوں اور دوسرے مذاہب والوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ نئی پود کے ہر فرد میں یہ احساس پیدا ہوجاتا کہ تم ہمیں سمجھاؤ۔ تو ہم مانیں۔ یہ نہایت خوش قسمتی اور مفید احساس ہے۔ اب وہی مذہب غالب آسکتا ہے جس کی بنیاد عقل پر ہو۔ جس مذہب کی بنیاد عقل پر نہیں۔ وہ مذہب ہار جائے گا۔ اور جس کی بنیاد عقل پر ہے۔ وہ جیتے گا۔ لوگ اسے دہریت اور بے دینی کہتے ہیں۔ اور میں اسے دین کی جستجو اور اس کے لئے ایک تڑپ کہتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ دماغوں کو اس طرف مائل کررہا ہے۔ کہ وہ معقول باتوں کو مانیں۔ اور غیر معقول باتوں کو رد کریں۔ پس دنیا اسلام کے کنارے پر کھڑی ہے۔ اور وہ زبانِ حال سے پکار رہی ہے۔ کہ مجھے اسلام دو۔ مجھے صداقت دو۔ تا میں اسے مان لوں۔ اس زریں موقع کو ہاتھ سے جانے دینا بہت بڑی غفلت اور جرم ہے۔

اسی سلسلہ میں میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں۔ کہ یکم فروری سے سات فروری تک

تحریک جدید کا ہفتہ

منایا جائے۔ ہر جگہ پر ایک بار یا دو دو تین تین بار جلسے کئے جائیں۔ اور جماعت کے ہر فرد کے پاس جماعت کے مخلصین پہنچیں۔ اور اسے اس تحریک میں شامل کریں۔ میں نے مخلصین کا لفظ اس لئے کہا ہے۔ کہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ جماعت کا کچھ حصہ کمزور ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ مخلصین کمزوروں کے پاس پہنچیں۔ تا ان میں سے بھی کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ اسے تحریک جدید میں شامل کرنے کے لئے کوئی تحریک نہیں ہوئی۔ اور پھر جو شخص ایک دفعہ تحریک جدید میں حصہ لے گا۔ اور یہ سمجھ کر حصہ لے گا۔ کہ یہ تحریک قیامت تک چلنے والی ہے۔ وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ اب

بعض لوگ ایسے ہیں

جو پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ یا انہوں نے اپنے سابقہ وعدوں کے مقابل پر صرف پندرھواں۔ سولھواں یا بیسواں حصہ چندہ لکھوایا ہے۔ لیکن وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے پہلے سے بھی بڑھ کر اس میں حصہ لیا ہے۔ ہمارے کارکن وعدوں میں کمی کرنے والوں پر چڑتے ہیں۔ اور قربانی کرنے والوں کی طرف نہیں دیکھتے۔ جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے سابقہ وعدوں میں کافی اضافہ کیا ہے۔ مثلاً کچھ دن ہوئے۔ میرے سامنے ایک فہرست وعدہ کنندگان کی پیش ہوئی تھی۔ اس میں سے ایک شخص کا چندہ پچھلے سال -/۶۰۰ روپیہ تھا۔ اور اس سال اس نے ایک ہزار کا وعدہ کیا ہے۔

پس کارکنوں کو چاہیئے

کہ وہ دونوں کو دیکھیں۔ کمزور پر چڑنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ استقلال اور قوی جدوجہد کے ساتھ کمزور کو طاقت دی جائے۔ یہ ایک موڑ ہے جو اکیس سال کے گزرنے کے بعد سامنے آگیا ہے۔ جب یہ موڑ گزر جائے گا۔ تو آگے کوئی موڑ نہیں آسکے گا۔ اب موت ہی ہے۔ جو چندہ دینے سے کسی کو روکے۔ اور موت سے آگے تو ہم کسی سے چندہ لے بھی نہیں سکتے۔ یعنی اس کے آگے اور کوئی موڑ نہیں۔ سوائے اس کے کہ کوئی شخص زندگی کے موڑ سے ہی مڑ جائے۔ اور ایسے شخص کا واسطہ خدا تعالےٰ سے ہوجاتا ہے۔ پس اس سال ہمیں

خاص جدوجہد کی ضرورت ہے

اس کے لئے میں نے فروری کا پہلا ہفتہ مقرر کیا ہے۔ یکم فروری سے سات فروری تک ہفتہ تحریک جدید منایا جائے۔ ان دنوں جماعت میں جلسے کئے جائیں۔ اور ہر شخص کے پاس جماعت کے سیکرٹری اور صدر صاحبان پہنچیں اور دیکھیں کہ کوئی شخص اس تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے۔ یا کون شخص ایسا ہے۔ جس نے اپنی حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا۔ اس کے متعلق میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی بتا دیا تھا۔ کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق اپنی ماہوار آمدن کا چوتھا۔ نصف۔ تین چوتھائی یا اللہ تعالےٰ اسے توفیق دے۔ تو

ایک مہینہ کی ساری آمد

تحریک جدید میں دے۔ یعنی جس شخص کی ماہوار آمد ایک سو روپیہ ہے۔ وہ کم سے کم پچیس روپے اس تحریک میں دے۔ یا خدا تعالےٰ اسے توفیق دے۔ تو پچاس۔ پچھتر یا سو روپیہ اس تحریک میں دے۔

پس اس ہفتہ میں لوگوں میں اس کی تحریک کی جائے اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہم نے تحریک جدید میں حصہ لینے کے لئے کم از کم پانچ روپیہ کی شرط لگائی ہے۔ اگر کوئی شخص ایک ہزار روپیہ ماہوار والا بھی پانچ روپیہ دے کر اس تحریک میں شامل ہوتا ہے تو ہمیں اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں اسے سمجھانا چاہیئے کہ تم

اپنی قربانی کا مقابلہ

دوسروں کی قربانیوں سے کرکے دیکھ لو۔ کجا وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمدنیں تحریک جدید میں دے دیں۔ اور کجا تم ہو۔ کہ تم اپنی ماہوار آمد سے جو ایک ہزار روپیہ ہے صرف پانچ روپیہ اس تحریک میں دیتے ہو۔ وہ تو پانچ پانچ ماہ کی آمدنیں تحریک جدید میں دے دیتے تھے۔ اور تم اپنی ماہوار آمد کا دو سواں حصہ دیتے ہو۔ گویا تم ان کی قربانی کا ہزارواں حصہ قربانی کرتے ہو۔ اور اس قربانی کا تو ہمیں مجلسوں میں اظہار کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ بہرحال

تحریک کرنا تمہارا فرض ہے

اگر کوئی شخص اپنی حیثیت سے کم قربانی کرتا ہے۔ تو اس سے انکار کرنا ہمارا حق نہیں۔ چاہے کوئی لاکھوں روپیہ ماہوار آمد والا پانچ روپیہ لکھائے۔ تم لکھ لو۔ لیکن اسے یہ تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ تمہاری قربانی پہلوں کی قربانی سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

جماعت کے دوستوں سے

میں امید کرتا ہوں

کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو سمجھتے ہوئے سچے طور پر اور پورے اخلاص سے اس بات کے لئے زور لگا دیں گے۔ کہ اس سال تحریک جدید کے وعدے پچھلے سال کے وعدوں سے کم نہ رہیں۔ بلکہ ان سے بہت آگے نکل جائیں۔

اخبار بدر قادیان کے داخلہ سے پابندی اٹھا دی گئی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ حکومت نے اخبار بدر قادیان کا داخلہ مغربی پنجاب میں بند کیا ہوا تھا۔ اب یہ پابندی حکومت نے دور کردی ہے۔ اس لئے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اس اخبار کے زیادہ سے زیادہ خریدار پیدا کرکے اس کی اشاعت کی توسیع میں مدد فرماویں۔ اور اپنے چندے و نقایاجات وغیرہ دفتر محاسب ربوہ میں جمع کراکر اپنے تازہ پتوں سے دفتر مینیجر بدر قادیان کو مطلع فرماویں۔ مرزا بشیر احمد دفتر حفاظت مرکز ربوہ۔

جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہدایت

نظارت تعلیم وتربیت عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور احبابِ جماعت کو سالِ نو پر مبارکباد عرض کرتی ہے۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کی طرف متوجہ کرتی ہوئی ہدایت کرتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر پورے طور پر کاربند ہونے کا عزم کرلیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف پوری توجہ دیں۔ نیز مخلوقِ خدا کی بہبودی کے لئے محبت و ہمدردی عاجزی۔ انکساری اور فروتنی اختیار کریں۔ اور عملی طور پر نیک سلوک اپنے اور بیگانے سے روا رکھیں۔ عہدیداران جماعت خود بیدار ہوں۔ ہر دینی کام میں مستعدی دکھائیں۔ اور عمدہ نمونہ سے احبابِ جماعت میں بیداری پیدا کریں۔ اور یہ یقین رکھیں۔ کہ تنظیم کی مضبوطی سے جماعتی کام میں تیزی اور عمدگی پیدا ہوتی ہے۔ بار بار مجلس عاملہ کے اجلاس کرکے ہر شعبہ کے کام کا جائزہ لیا جائے۔ اور کوشش کرکے کام کو تیز کیا جائے۔ نظارت تعلیم وتربیت کی طرف سے اس وقت تک دو دینی نصاب جاری ہوچکے ہیں۔ جماعت کے احباب مردوزن میں نیز چھوٹے بڑے سب افراد میں اسے جاری کیا جائے۔ اور سچی محنت کرکے صحیح نتیجہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ کان اللہ معکم (ناظر تعلیم وتربیت ربوہ)

میں نے تجویز پیش کی تھی کہ جماعتِ اسلامی کو غیر قانونی جماعت قرار دے دیا جائے

پنجاب کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت میں حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری مسٹر غیاث الدین احمد کا بیان

گذشتہ سے پیوستہ

س: یہ خیال کہ ایجی ٹیشن کے سیاسی پہلو سے صوبائی حکومت کا کوئی سروکار نہیں تھا۔ یہ خود آپ کا اپنا خیال تھا۔ یا کسی اور کی سند پر آپ نے یہ خیال ظاہر کیا تھا؟ ج: میں نے یہ بات اس لئے کہی تھی۔ کہ پنجاب کی حکومت ان مطالبات کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔ س: لیکن اس معاملہ میں حکومت پنجاب کی کوئی رائے تو ضرور ہوگی؟ ج: میرا ذاتی خیال ہے کہ صوبائی حکومت کسی ایسے معاملے میں کوئی رائے قائم نہیں کر سکتی جو اس کے دائرہ عمل میں شامل نہ ہو۔ البتہ وہ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کو اپنی رائے سے مطلع کر سکتی ہے۔

س: افسروں نے جو رائے دی تھی۔ اس کے نوٹ پر غور کرنے کیلئے کیا صوبائی کابینہ کا کوئی اجلاس ہوا؟ ج: اس نوٹ پر صوبائی کابینہ کے کسی اجلاس میں غور نہیں ہوا۔

س: کیا آپ کو معلوم ہے کہ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کے درمیان کوئی گفتگو ہوئی تھی۔ اور ہوئی تھی تو اس کا نتیجہ کیا نکلا تھا؟ ج: مسٹر وزیر اعلیٰ نے افسروں کو بتایا تھا۔ کہ انہوں نے کراچی میں وزیر اعظم سے گفتگو کی تھی اور وزیر اعلیٰ اس گفتگو کے نتیجہ سے بہت زیادہ مطمئن نہیں تھے.........

.... میں اس گفتگو کا ٹھیک ٹھیک متن تو نہیں بتا سکتا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ نے کہا تھا۔ کہ مرکز اس معاملے میں پالیسی وضع کرنے پر زیادہ رضامند نہیں ہے۔

س: کیا آپ نے کبھی وزیر اعلیٰ کو توجہ دلائی تھی کہ یہ بات بڑی عجیب ہے۔ کہ پنجاب کے مسلم لیگی اخبارات مسلم لیگی حکومت کی حمایت نہیں کر رہے ہیں؟ ج: جی ہاں۔ میں نے انہیں اس سلسلے میں ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء کو ایک نوٹ لکھا تھا۔ جو میرے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے۔ س: اس نوٹ کے متعلق وزیر اعلیٰ کا ردعمل کیا تھا؟ ج: انہوں نے یہ نوٹ پڑھنے کے بعد مجھے واپس بھیج دیا تھا۔

س: آپ نے بیان میں لکھا ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ نے آپ سے کہا تھا۔ احراری لیڈروں نے ان سے کچھ وعدے کئے ہیں۔ کیا آپ نے کوئی ایسا وعدہ دیکھا؟ ج: نہیں۔ وزیر اعلیٰ نے مجھ سے اور دوسرے افسروں سے اس کا ذکر کیا تھا۔

س: کیا آپ یاد کر کے بتائیں گے کہ یہ واقعہ ملتان کے کوئی دو روز بعد کی بات ہے؟ ج: جی ہاں۔ یہ واقعہ ملتان کے دو روز بعد کی بات ہے۔ س: کیا سزا یافتہ افراد کی رہائی کے احکام اسی روز صادر کئے گئے؟ ج: بہت تھوڑی دیر بعد۔

س: آپ نے اپنے بیان میں لکھا ہے کہ مرکزی حکومت کے اعلامیہ (ضمیمہ نمبر ۱) کے متعلق بالعموم یہ سمجھا جا رہا تھا۔ کہ یہ احمدیوں کے خلاف ہے۔ کیا حکومت پنجاب بھی اس کو اسی روشنی میں دیکھ رہی تھی؟ ج: اس وقت در اصل میں کراچی میں تھا۔ سو وہاں یہ تاثر تھا۔ کہ یہ چودھری محمد ظفر اللہ خان اور احمدیوں کے خلاف ہے۔

س: کیا جب آپ واپس آئے تو مرکزی حکومت کا یہ اعلامیہ حکومت پنجاب کے افسروں میں باہمی گفت و شنید کا موضوع بنا؟ ج: ہم نے اس اعلامیہ پر بحث و تمحیص نہیں کی۔ لیکن افسروں میں بھی عام طور پر یہ تاثر تھا۔ کہ یہ احمدیوں کے خلاف ہے۔ س: حکومت کی پالیسی کے متعلق اس تاثر کا نتیجہ سرکاری حلقوں میں کیا ہوا؟ ج: احمدیوں کے خلاف تحریک کے متعلق حکومت کی پالیسی پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا۔

س: کیا جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد کی امن و سکون کی فضا ایک حد تک جماعت اسلامی کی ان مساعی کی وجہ سے نہیں تھی جو اس ایجی ٹیشن کو آئینی راہ پر لگانے کے لئے اس نے کیں؟ ج: کم از کم میرے علم کے مطابق ایسا نہیں تھا۔ س: کیا آپ کو آئینی ترمیم کے نو نکتہ کا علم نہیں؟ ج: نہیں۔

س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں لکھا ہے کہ مولانا اختر علی خان نے معافی مانگی اور وہ قبول کر لی گئی۔ یہ معافی کس نے قبول کی؟ ج: آئی جی نے یہ معافی نامہ وزیر اعلیٰ، گورنر اور گورنر جنرل کو دکھایا جو اتفاق سے لاہور میں موجود تھے۔ انہوں نے تجویز کیا تھا کہ اس میں مزید الفاظ اور جملوں کا اضافہ کیا جائے۔ مولانا نے یہ الفاظ بھی معافی نامہ میں شامل کر دیئے۔ جو حکومت کی طرف سے قبول کر لئے گئے۔

س: کیا "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے منیجنگ ڈائرکٹر خواجہ نذیر احمد کو بھی متنبہ کیا گیا تھا؟ ج: ہاں ۲۷ تاریخ کی شام کو میں نے اور انسپکٹر جنرل پولیس نے انہیں تنبیہہ کی۔ یہ تنبیہہ اس غرض کے لئے تھی۔ کہ حکومت مظاہرین کے خلاف جو اقدام کر رہی ہے۔ اس پر کسی مسرت کا اظہار نہیں ہونا چاہیئے۔ اور کوئی اشتعال نہیں دلانا چاہیئے۔ س: خواجہ نذیر احمد کو متنبہ کرنے کا فیصلہ کس نے کیا؟ ج: میرے اور انسپکٹر جنرل پولیس کے کراچی سے واپس آنے کے فوراً بعد انسپکٹر جنرل پولیس کے مشورہ پر وزیر اعلیٰ نے یہ فیصلہ کیا۔ آئی جی نے انہیں صورتحال سے مطلع کیا اور مجوزہ اقدام کی تفصیل بتائی۔ س: کیا یہ اقدام مرکزی حکومت کے فیصلے کے تتبع میں تھا کہ تنبیہہ کی جائے؟ ج: نہیں میں نہیں خیال کرتا۔ کہ مرکزی حکومت نے اس مسئلہ کے متعلق کوئی تجویز پیش کی ہو۔ کم از کم میری موجودگی میں یا تحریری طور پر اس نوعیت کی کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔

س: کیا یہ تنبیہہ جاری کرنے سے پیشتر حکومت پنجاب نے مرزا بشیر الدین محمود احمد سے بھی رابطہ پیدا کیا تھا کہ انہیں اور ان کے پیروکاروں کو ایجی ٹیشن کے متعلق کیا روش اختیار کرنی چاہیئے؟ ج: یہ بات میرے علم میں نہیں لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کی وساطت سے انہیں علیحدہ تنبیہہ کی گئی تھی۔

س: آپ نے کہا ہے کہ ۲ مارچ کو اجلاس ہوا تھا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ فوج کو تیار رہنے (STAND-BY) کا حکم دیا جانا چاہیئے۔ تیار رہنے سے مراد کیا تھی؟ ج: اس وقت یہ محسوس کیا گیا تھا۔ کہ ممکن ہے شہری حکام کی امداد کے لئے فوجی دستے بلانے پڑیں۔ اس لئے جی او سی کو لکھا گیا تھا۔ اور انہیں بتایا گیا تھا کہ صورت حال خراب ہو رہی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ شہری حکام کی امداد کے لئے فوجی دستے استعمال کئے جائیں۔ یہ مراسلہ اس وقت جاری کیا گیا۔ جب شہری حکام جنرل آفیسر کمانڈنگ کے نمائندوں سے مشورہ کر چکے تھے۔ جو تمام اس بات پر مصر تھے کہ فوجی دستے طلب کرنے کے متعلق مراسلہ حکومت کی طرف سے جاری ہونا چاہیئے۔ جنرل آفیسر کمانڈنگ بھی جن سے انسپکٹر جنرل پولیس نے ٹیلی فون پر بات کی تھی۔ اسی بات پر مصر تھے۔ خیال یہ تھا۔ کہ فوجی دستوں کو ایسی پوزیشن میں رکھا جائے۔ جہاں سے دفعات ۱۲۹ اور ۱۳۰ ضابطہ فوجداری کے تحت اُن کا تعاون حاصل کیا جا سکے۔ کیونکہ اگر وہ چھاؤنی کی بارکوں میں رہتے۔ تو یہ دفعات گڑبڑ کے رقبہ میں لاگو نہیں ہو سکتی تھیں۔ س: کارروائی کے لئے کیا فوج کسی مجسٹریٹ نے بھی طلب کی؟ ج: مجھے علم نہیں۔ س: معلوم ہوتا ہے ان مواقع پر فوج استعمال کرنے کے صحیح مقاصد کے متعلق کوئی تنازع تھا۔ کیا حکومت پنجاب نے پوزیشن کی وضاحت کے لئے وزارت دفاع سے خود کہا؟ ج: کوئی تنازع نہیں تھا۔ فوجی حکام چاہتے تھے کہ فوجی دستوں کا مطالبہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ جہاں تک فوجی دستوں کے استعمال کے طریقہ کا تعلق ہے اس میں شک و شبہ کی بات ہی نہ تھی۔ کیونکہ اس بارے میں دفعات ۱۲۹ اور ۱۳۰ بڑی واضح ہیں۔

س: کیا ۳ اور ۴ تاریخ کو پولیس کی اندھا دھند فائرنگ کی کوئی شکایت آپ کے پاس پہنچی؟ ج: ۳ تاریخ کو کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ ۴ تاریخ کو کرفیو نافذ ہو جانے کے بعد تین مواقع پر فائرنگ ہوئی۔ سو اندھا دھند اور زیادہ فائرنگ کے متعلق حکومت کے پاس کوئی رپورٹ نہیں پہنچی یہی جواب ۴ مارچ کی رات کی فائرنگ کے متعلق ہے۔ س: ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ عملہ نے ۵ تاریخ کو کام کے متعلق جو ہڑتال کی تھی۔ کیا اُن کا کہنا یہ نہیں تھا۔ کہ یہ اقدام وہ گذشتہ رات کی اندھا دھند فائرنگ پر احتجاج کے طور پر کر رہے ہیں؟ ج: مجھے معلوم نہیں۔ کیونکہ ۵ تاریخ کو میں سارا دن گورنمنٹ ہاؤس میں رہا۔ س: کیا انہوں نے ۵ تاریخ کو آپ کو بتایا کہ ۴ تاریخ کو اندھا دھند فائرنگ بند کر دینی چاہیئے؟ ج: ہاں اس کے علاوہ بعض افسروں نے یہ بھی کہا۔ کہ مطالبات مان لینے چاہئیں۔ س: آپ نے اپنے تحریری بیان میں لکھا ہے۔ کہ ۵ تاریخ بڑے ہنگامہ کا دن تھا۔ اور دفعہ ۱۴۴ کے تحت صادر ہونے والے احکام کی خلاف ورزی شہر بھر میں ہو رہی تھی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ فوج کسی قسم کی کارروائی کئے بغیر خاموش کھڑی تھی؟ ج: در حقیقت فوج نے فصیل کے اندر کے علاقہ کے سوا باقی شہر میں گشت لگانا شروع کر دیا تھا۔ ۳ تاریخ کی صبح کو فوج دوبارہ چھاؤنی کی طرف لوٹ گئی۔ لیکن ۵ تاریخ کو وہ اس تمام رقبہ میں گشت کرتی رہی۔ جس میں ایک رات پہلے کرفیو نافذ کر دیا گیا تھا۔

کیا ہر موقع پر فوج مجسٹریٹوں کے ساتھ گشت کرتی تھی؟ ج: میں سمجھتا ہوں کہ بعض حالات میں ایسا ہوا۔ اتفاقاً دو ایک مواقع میرے علم میں ایسے آئے۔ جب فوجی دستے مجسٹریٹوں کے ساتھ نہیں تھے۔ تاہم فوج پولیس کے ہمراہ رہتی تھی۔ س: کیا آپ کے علم میں کوئی ایسی بات آئی۔ کہ کسی مجسٹریٹ نے فوج کو کارروائی کرنے کا حکم دیا ہو؟ ج: نہیں مجھے علم نہیں۔ ۴ تاریخ کی شام کو جی او سی نے جمخانہ کلب میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس میں اُن کے ایک افسر نے کہا۔ کہ جب وہ نیلہ گنبد کے پاس ڈیوٹی پر تھے۔ تو انہیں یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ کہ جب دکانیں نذر آتش کی جا رہی تھیں تو فوجی دستے اور پولیس خاموش رہی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ اس افسر نے یہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ کہ وہ مجسٹریٹ کے ہمراہ تھے۔

س: ۵ تاریخ کی صبح کو فیصلے کے بعد کیا فوج اکیلی گشت کے لئے نکلی یعنی اس کے ہمراہ پولیس نہیں تھی؟ ج: مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں۔ کہ فوج تنہا گشت پر گئی ہو۔ ۵ تاریخ کے فیصلے کی جو تشریح میرے ذہن میں ہے۔ اس کے مطابق فوج مسلسل پولیس کے ساتھ رہی۔

س:۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ نے ۵ تاریخ کی صبح کے اجلاس میں مسودہ کی قسم کی کوئی چیز تیار کی تھی۔ کیا ۵ تاریخ کی صبح کے اجلاس میں کوئی مسودہ تیار کیا گیا تھا؟ ج:۔ اس اجلاس میں کوئی مسودہ تیار نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ بیان کا مسودہ چیف سیکرٹری تیار کریں گے۔ جو شہریوں کے اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔ جو ان کے دستخطوں سے بیان جاری کرنے کے لیے تیسرے پہر بلایا جانے والا تھا۔ چیف سیکرٹری نے اس مسودہ کو تیار کرنا شروع کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس سے مکمل کریں۔ کلرکوں کی ہڑتال کی وجہ سے انہیں سیکرٹریٹ بلا لیا گیا۔ اور انہوں نے مجھے یہ مسودہ مکمل کرنے کو کہا۔ میں نے ایک طرح کا مسودہ تیار کرکے گورنر کے سامنے پیش کیا۔ اس وقت ارکان کابینہ بھی وہاں موجود تھے۔ اور چیف سیکرٹری بھی واپس آچکے تھے۔ گورنر نے اسے پسند نہ کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ چیف سیکرٹری نے مسودہ تیار کرنے کی پھر کوشش کی لیکن رفتہ رفتہ یہ خیال ہی چھوڑ دیا گیا۔

س:۔ ان مسودات کا کیا بنا؟ ج:۔ مجھے معلوم نہیں۔ س:۔ کیا کسی نے یہ تجویز کی تھی۔ کہ یہ مسودہ تینوں مطالبات کی ردّ و مذمت پر مشتمل ہے۔ اس لیے عوام کے جن نمائندوں کو تیسرے پہر بلایا جا رہا ہے۔ یہ انہیں قبول نہیں ہوگا؟ ج:۔ ہاں یہ بات اس وقت گورنر نے کہی تھی۔

س:۔ یہ مسودہ کن باتوں پر مشتمل تھا؟

ج:۔ مسودہ میں اس لاقانونیت، آتش زنی، مارپیٹ کی مذمت کی گئی تھی۔ جو اس وقت شہر میں ہو رہی تھی۔ اس میں غالباً یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ کسی صحیح الخیال انسان کو شورش پسندوں کے فریب میں نہیں آنا چاہیئے۔ س:۔ کیا کابینہ نے بھی اس مسودہ پر غور کیا؟ ج:۔ میں خیال نہیں کرتا کہ کابینہ نے اس پر غور کیا ہو۔

س:۔ ۵ تاریخ کو تیسرے پہر نامور افراد کے اجلاس کا مطلب کیا تھا؟ ج:۔ اس اجلاس سے غرض یہ تھی۔ کہ ہماری پوزیشن ان پر واضح کر دی جائے۔ اور ان سے کہا جائے۔ کہ امن و قانون اور نظم و ضبط کی بحالی کے لئے لوگوں سے اپیل کریں۔

س:۔ ان نامور افراد کو دعوت نامے کس نے جاری کیے؟ جواب:۔ فیصلہ یہ ہوا تھا۔ کہ چودھری محمد حسین چٹھہ اجلاس کے داعی تھیں۔

س:۔ اس اجلاس کی صدارت کون کر رہا تھا؟

ج:۔ گورنر اس اجلاس میں سر فہرست تھے۔

س:۔ کیا جو اجتماع ہوئے گورنر نے ان سے کہا تھا کہ صورت حال کو انسپکٹر جنرل پولیس نے جس انداز سے بیان کیا ہے اس پر تبصرہ کریں؟

ج:۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مقررین خود ہی اٹھے۔ ... گورنر کے کہنے پر انہوں نے ایسا کیا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ لاہور کے ان رہنماؤں اور شہریوں سے کوئی بیان لیا جائے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے کوئی طریق کار پہلے سوچا نہیں گیا تھا گورنر نے انسپکٹر جنرل پولیس سے کہا کہ وہ صورت حال کا اجمالی تذکرہ کریں۔ اس کے بعد بعض افراد نے تقریریں کیں۔

س:۔ کیا آپ نے یہ بات بالکل قدرتی نہیں سمجھی۔ کہ اس مقصد کے لیے جو اجلاس بلایا گیا ہو اس میں رہنماؤں سے اظہار خیال کی توقع کی جائے؟

ج:۔ جی ہاں۔ سمجھی تھی۔

س:۔ کیا اس اجلاس کا کوئی ریکارڈ تیار کیا گیا؟

ج:۔ جی نہیں۔

س:۔ کیا مولانا مودودی نے اس وقت اپنی تقریر میں کہا تھا۔ کہ جب تک حکومت گفت و شنید کا دروازہ کھلا رکھنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اجلاس کے مقصد کی کامیابی کے لئے کچھ نہیں ہو سکتا؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا صورت حال ایسے مرحلے پر آ گئی ہے۔ کہ حکومت اور لوگوں کے درمیان خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ انہوں نے پورے زور سے یہ بات کہی تھی۔ کہ وہ اس وقت تک کسی بیان پر دستخط کرنے کو تیار نہیں۔ جب تک حکومت قطعی طور پر یہ تسلیم نہیں کرتی۔ کہ مطالبات زیر غور آئیں گے۔

س:۔ میں آپ سے یہ کہتا ہوں۔ کہ مولانا مودودی نے جو کچھ کہا یہ نہیں تھا۔ کہ خانہ جنگی ہو رہی ہے بلکہ یہ تھا۔ کہ ایک طرح کی خانہ جنگی ہو رہی ہے؟

ج:۔ مجھے ان کے اصل الفاظ یاد نہیں لیکن انہوں نے جو کچھ کہا میں نے اس کا مطلب بیان کر دیا ہے۔

س:۔ کیا اس اجلاس میں کسی مسلم لیگی کارکن نے بھی کچھ کہا؟ ج:۔ جی ہاں۔ مسٹر شمیم حسین قادری اور مسٹر احمد سعید کرمانی نے بھی تقریریں کیں۔

س:۔ آپ کی موجودگی میں اجلاس میں کوئی ترقی ہوئی؟

ج:۔ جو لوگ جا رہے تھے۔ میں ان کے لئے رخصت پاس جاری کرنے میں لگا ہوا تھا۔ مولانا مودودی دوسروں کے جانے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد تک وہاں رہے مجھے کسی نے بتایا۔ کہ وہ مسودہ مرتب کر رہے ہیں لیکن جب میں نے بعد میں گورنر سے دریافت کیا آیا کوئی بیان منظور ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس اجلاس سے کوئی ٹھوس نتیجہ برآمد نہیں ہوا!

س:۔ کیا گورنر نے آپ کو مسودہ دکھایا تھا؟

ج:۔ جی نہیں۔ س:۔ کیا آپ اس وقت موجود تھے جب ۶ مارچ کی صبح کو سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے گورنمنٹ ہاؤس میں کہا۔ کہ شہر کو اب محض طاقت کے استعمال سے قابو نہیں رکھا جا سکتا؟

ج:۔ میں اس وقت وہاں موجود نہیں تھا۔

س:۔ مسٹر دولتانہ کے ۶ مارچ کے بیان میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ کیا اس کے بارہ میں آپ سے مشورہ کیا گیا تھا؟ ج:۔ مجھ سے مشورہ نہیں لیا گیا۔ اس کے برعکس مجھے اس کا مسودہ مرتب کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ یہ بیان جن حالات میں جاری ہوا۔ میں ان کی تفصیل تحریری طور پر بتا چکا ہوں۔

سوال:۔ آپ نے بیان میں لکھ دیا ہے۔ کہ اگر مجلس احرار اور جماعت اسلامی کو غیر قانونی انجمنیں قرار دے دیا جاتا۔ تو صورت حال قابو میں آ جاتی۔ جماعت اسلامی کے متعلق آپ یہ بات کس عرصہ کے متعلق کہتے ہیں؟

ج:۔ ۵ مارچ کے اجلاس میں مولانا مودودی کے موقف سے میرا یہ تاثر تھا۔ کہ ان کی جماعت یہ مسئلہ اس مرحلے سے اٹھائے گی۔ جہاں احرار نے اسے چھوڑا تھا۔ میرا تاثر یہ بھی تھا کہ وہ اس تحریک کو زیادہ موثر پیمانے پر منظم کرنا چاہتے ہیں اس کے علاوہ پولیس اور فوج کی وفاداری کو بدعہدی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ "قادیانی مسئلہ" انہیں دنوں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس پمفلٹ کی تمہید کو لاہور کے اس وقت کے ماحول کے پیش نظر رکھ کر پڑھا جائے۔ تو امن و قانون اور نظم و ضبط کے متعلق جماعت اسلامی کی روش بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے

س:۔ قادیانی مسئلہ کو ۶ تاریخ کے ماحول میں نہ پڑھا جائے۔ تو کیا پھر بھی اس میں کوئی چیز خاص طور پر قابل اعتراض ہے؟

ج:۔ یہ پمفلٹ اگر کچھ دن پہلے شائع ہوتا۔ یا لاہور میں اگر کوئی ہل چل نہ ہوتی۔ تو یہ بالکل بےضرر ہوتا۔ اس پمفلٹ کا اندرونی بیان آخر میں پہنچ کر یک دم بدل جاتا ہے۔

س:۔ "قادیانی مسئلہ" کب لکھا گیا؟

ج:۔ اس کا آخری حصہ مارچ کے پہلے ہفتے سے قبل نہیں لکھا گیا ہوگا۔

س:۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ یہ فروری کے اواخر میں لکھا گیا تھا۔ تو کیا آپ میری تردید کریں گے؟

ج:۔ میں پھر بھی کہوں گا۔ کہ اس کا آخری حصہ اس وقت لکھا گیا۔ جب فوج اور پولیس کارروائی کا آغاز کر چکی تھی

س:۔ آپ نے یہ تاثر کب لیا کہ جماعت اسلامی کو غیر قانونی اجتماع قرار دیا جائے؟

ج:۔ ۵ تاریخ کی شام کو۔

س:۔ ۵ تاریخ کی شام کو کیوں؟

ج:۔ مولانا مودودی کے موقف اور "قادیانی مسئلہ" کی وجہ سے اور ساتھ ہی اس وجہ سے بھی کہ یہ ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ جماعت حکومت کی پریشانی اور صورت حال کی نزاکت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتی ہے،

س:۔ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے دوسرے رہنماؤں کی گرفتاری ۵ تاریخ کو عمل میں آئی یا ۶ کو

ج:۔ مولانا مودودی کو بعد میں مارشل لاء کے حکام نے گرفتار کیا۔ س:۔ ۵ مارچ کو آپ نے جو تاثر لیا تھا۔ کیا آپ نے اس کے بعد حکومت پنجاب سے سفارش کی کہ مولانا مودودی کو گرفتار کر لیا جائے

ج:۔ جی نہیں۔ س:۔ کیا حکومت پنجاب نے "قادیانی مسئلہ" کے متعلق کوئی کارروائی کی؟

ج:۔ جہاں تک مجھے یاد ہے نہیں کی۔

س:۔ کیا آپ کے علم کے مطابق "قادیانی مسئلہ" کے کئی ہزار نسخے شائع کئے اور بیچے گئے؟

ج:۔ اس کی بہت نشر و اشاعت ہوئی۔

س:۔ اگر آپ کا یہی تاثر تھا۔ تو آپ نے مولانا مودودی اور قادیانی مسئلہ کے متعلق کوئی کارروائی کیوں تجویز نہیں کی؟

ج:۔ میں نے یہ سادہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ جماعت اسلامی کو غیر قانونی جماعت قرار دیا جائے۔ لیکن یہ کہ ایسا اقدام کس نہج پر کیا جائے۔ اس کی میں نے کوئی تفصیل نہیں دی میرے ذہن میں اس وقت یہ بات پیش از پیش تھی۔ کہ لاقانونیت کو روکا جائے اور کسی شخص کو صورت حال کا فائدہ نہ اٹھانے دیا جائے

س:۔ جماعت اسلامی کو غیر قانونی جماعت قرار دینے کے متعلق آپ نے جو سفارش کی تھی۔ کیا اس کا متن آپ کے پاس ہے؟

ج:۔ میرا خیال ہے۔ کہ میں نے اپنے بیان میں واضح کر دیا تھا۔ کہ یہ تمام تجاویز ۶ تاریخ کی صبح کو زبانی پیش کی گئی تھیں۔ سب سے پہلے میں نے ان کا ذکر چیف سیکرٹری سے کیا تھا۔ پھر انسپکٹر جنرل پولیس سے ان پر بحث کی۔ اس کے بعد میں نے تجویزیں وزیر اعلیٰ کو گورنر کی موجودگی میں پیش کیں جب وہ گورنر کے سیکرٹری کے کمرہ میں تھے اس وقت کوئی اور وزیر بھی تھا۔

س:۔ کیا یہ تجاویز منظور کر لی گئیں؟

ج:۔ غالباً انہوں نے ان تجاویز کی طرف کافی التفات نہیں کی۔ لیکن ہفتہ ختم ہونے سے پہلے ہی ان میں سے اکثر زیر عمل آ چکی تھیں۔

س:۔ کیا یہ بات آپ کے علم میں ہے۔ کہ بعض ایسے مولویوں کو بھی سزائیں دی گئیں۔ جو تحریک کی مذمت کرنے کو نکلے تھے؟ ج:۔ جی نہیں

س:۔ کیا آپ نے جماعت اسلامی کی کوئی کتابیں وغیرہ پڑھی ہیں؟ ج:۔ جی ہاں۔ میں نے مولانا مودودی کی بعض دوسری تحریریں بھی پڑھی ہیں۔ لیکن ان میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی۔ جو قابل اعتراض ہو۔

سلہٹ اور چاٹگام میں ریڈیو اسٹیشن قائم ہونگے

ڈھاکہ ۲۶ جنوری: پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات مسٹر شعیب قریشی نے انکشاف کیا ہے سلہٹ اور چاٹگام میں اس سال کے آخر تک ریڈیو اسٹیشن قائم ہو جائیں گے۔

ہندوستان بدستور پاکستان آنیوالے نہری پانی میں کمی کر رہا ہے

کراچی ۲۶ جنوری وزارت صنعت حکومت پاکستان کا ایک پریس نوٹ مظہر ہے کہ حکومت پاکستان کی توجہ بھارتی حکومت کے ایک پریس نوٹ کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ جو ۳۱ دسمبر ۱۹۵۳ء کو جاری کیا گیا تھا۔ اور جس میں ان الزامات کی قطعی تردید کی گئی تھی کہ پاکستان میں آب پاشی کی نہروں کو بھارت سے پانی کم مقدار میں موصول ہوا۔ افسوس ہے کہ یہ تردید خلاف حقیقت ہے۔ اصل حقیقت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ بھارت کا یہ بیان کہ وادی ستلج کی نہروں کو ۲۶ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء کی مدت میں زیادہ نہری پانی موصول ہوا مندرجہ ذیل غلط بنیادوں پر ہے (۱) دیپالپور نہر کے پانی کے بہاؤ کا غلط نقشہ استعمال کیا گیا جس میں اصل اعداد و شمار کو بڑھا چڑھا کر دکھایا گیا (۲) دریائے ستلج میں پاکستان کے حصہ کو عمداً نظر انداز کیا گیا۔ اور محض دریائے بیاس کے بہاؤ کے متعلق تخمینے پیش کیے گئے (۳) علاوہ ازیں سیلاب کے ذریعے آنیوالے پانی کو بھی حساب میں شامل کیا گیا ہے جو نہر کی گنجائش سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور جو ہر حالت میں استعمال میں آئے بغیر سمندر میں پہنچ جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اگرچہ پاکستان نے بھارت سے بار بار درخواست کی ہے۔ کہ دریائے ستلج اور دریائے بیاس کے پانی کے بہاؤ کے اعداد و شمار فراہم کرے " یہ اعداد و شمار دونوں ملکوں کے حصوں کا تخمینہ لگانے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن بھارت نے یہ اعداد و شمار فراہم نہیں کئے پھر بھی پاکستانی انجینیئر فیروزپور کے اوپر ستلج و بیاس کے بہاؤ کا مشاہدہ کرتے رہے۔

لیکن ستمبر ۱۹۵۳ء کے مہینہ میں بھارتی فوج نے ان کے کام میں روکاوٹیں ڈال دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مہینہ کے دوران میں وادی ستلج کی نہروں میں پاکستان کا حصہ معلوم نہ کیا جا سکا۔ اس کے بعد اکتوبر میں چھوڑے جانے والے پانی کا مشاہدہ پھر شروع کیا گیا پاکستان کی ایس وی نہروں میں دیپالپور نہر سمیت یکم اکتوبر ۱۵ اکتوبر ۱۹ فیصدی کی کمی تھی۔ فصل ربیع کی تخم ریزی کی مدت یعنی ۶ اکتوبر سے ۲ دسمبر تک بھی یہی صورت حال رہی۔ مگر اس وقت یہ کمی ۵ء۱۳ فیصدی تھی۔ ۲۰ دسمبر سے بھارتی فوج نے پاکستانی عملہ کو نہر کے پانی کا مزید مشاہدہ نہیں کرنے دیا۔

مرکزی باری دو آب نہریں

جانچ سے پتہ چلتا ہے کہ مرکزی باری دو آب نہروں کے معاملہ میں بھارت آبی رسد میں پاکستان کا فیصد حصہ دینے میں بے اصولی برت رہا ہے اور اسے اتنا حصہ دے رہا ہے جو اس سے کم ہے۔ جس کا پاکستان کو اس طریقہ کار کے لحاظ سے حق حاصل ہے۔ جو تقسیم ملک کے وقت رائج تھا۔ مزید برآں بھارت والے نہروں میں پانی کی جو مقدار پاکستان کے لئے چھوڑنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ وہ حقیقی مقدار سے زیادہ ہے۔ ۲۶ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر تک مرکزی دو آب نہروں میں پانی کی واقعی کمی ۱۷ فیصدی ہوئی۔ اس مدت کے نصف اول میں جو موسم باراں کے فوراً بعد کا زمانہ تھا آبی رسد کی مانگ کم تھی۔ اور بھارت نے فالتو پانی پاکستان کی نہروں میں چھوڑ دیا۔ مذکورہ مدت کے نصف آخر یعنی ۲۷ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر تک سب خشکی کا زمانہ تھا۔ اور پانی کی مانگ بہت کم تھی۔ پانی کی رسد میں ۳ء۲۴ فیصدی کی کمی پیش آئی ۷ اکتوبر تا ۲۰ دسمبر کی میں جو ربیع کی تخم ریزی کے نقطہ نظر سے اہم ہے کمی کا تخمینہ ۲ء۲۵ فیصدی ہوا۔ پاکستان کی پرخلوص خواہش ہے کہ بھارت بحث شروع کرنے کی بجائے اپنے انجینیئر کو اس معاہدہ کی شرائط کی خلاف ورزی سے باز رکھے گا۔ جو موجودہ رواجوں کے احترام کے سلسلہ میں مسٹر یوجین بلیک (صدر بین الاقوامی بنک برائے ترقی و تعمیر نو) کے خط مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۵۲ء میں درج ہیں۔

اردن پر اسرائیلی فوجوں کے حملے کے پیش نظر

سعودی عرب کی فوجیں اردن کی سرحد پر

جدہ۔ ۲۶ جنوری۔ حکومت سعودی عرب کے ایک ترجمان نے بتایا ہے کہ شاہ سعود نے سعودی عرب کی مسلح فوجوں کو سرحد اردن پر بھیجنے کا حکم دیا ہے جو یہودی حکومت اسرائیل کی مسلح فوجوں کے حملے کی صورت میں اردن کا دفاع کریں گی۔ ترجمان نے مزید بتایا ہے کہ گذشتہ ہفتہ کے آخر میں سعودی عرب اور اردن کی مشترکہ سرحد بارماہ کے مقام پر شاہ سعود اور شاہ حسین والی اردن کی جو ملاقات ہوئی تھی۔ یہ قدم اس کے بعد اٹھایا گیا ہے۔ مزید برآں شام اردن اور سعودی عرب کے درمیان حجاز ریلوے کو دوبارہ جاری کرنے سے متعلق بات چیت کامیابی کے ساتھ ختم ہوگئی ہے۔ اور مدینہ منورہ سے ماہرین فن عربوں کا ایک وفد عمان روانہ ہوگیا ہے۔ جو موقعہ پر فنی امور کا جائزہ لے گا۔

امریکی فوجوں کے خلاف چھتیس ہزار سے زیادہ جنگی قیدیوں کے قتل عام کا الزام

ٹوکیو۔ ۲۶ جنوری۔ پیکن ریڈیو نے گذشتہ شب یہ الزام عائد کیا ہے۔ کہ گذشتہ تین سال کے دوران اقوام متحدہ کے نظربندی کے کیمپوں میں امریکی فوجوں نے چین اور کوریا کے ۳۶ ہزار سے زیادہ جنگی قیدیوں کا قتل عام کیا ہے۔ ریڈیو نے مزید کہا ہے کہ اس سلسلہ میں امریکیوں نے ٹینکوں کے علاوہ زہریلی گیس بھی استعمال کی۔

صدر ترکیہ کے امریکہ پہنچنے پر پاکستان اور ترکی کے فوجی اتحاد کا اعلان کیا جائیگا

واشنگٹن ۲۶ جنوری۔ آج امریکی افسروں نے یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کو بتایا کہ امید ہے کہ ہم جلد ہی ترکی اور پاکستان کے فوجی اتحاد کا اعلان کر دیں گے۔ جسے امریکہ کی مدد حاصل ہوگی۔ اس امر کی کچھ علامات پائی جاتی ہیں کہ ترکی کے صدر مسٹر جلال بایار کے واشنگٹن پہنچنے کے بعد یہ اعلان کر دیا جائے گا۔ حکومت امریکہ کچھ عرصہ سے اس اتحاد کی ضرورت پر زور دے رہی ہے اور امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس کا خیال ہے کہ یہ اتحاد مشرق وسطےٰ کی مجوزہ تنظیم کی بنیاد ثابت ہوگا۔ ترکی اور پاکستان کا اتحاد ہونے کے ساتھ ہی پاکستان کو امریکی فوجی امداد ملے گی۔ ترکی کو پہلے ہی امریکی امداد مل چکی ہے۔ اور اب وہ اتنی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ امریکی افسر یہ محسوس کرتے ہیں کہ ترکی اور پاکستان کے فوجی اتحاد اور پاکستان کو امریکی فوجی امداد ملنے کے خلاف بھارت کے وزیراعظم پنڈت نہرو پرزور احتجاج کریں گے وہ دو اندیشوں کی وجہ سے پاکستان کو مضبوط بنانے کے مخالف ہیں۔ ایک اندیشہ یہ ہے کہ اگر پاکستان فوجی اعتبار سے طاقتور ہوگیا۔ تو کشمیر کے متعلق گفت و شنید میں اس کی پوزیشن زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔ دوسرے یہ کہ پنڈت نہرو اس خیال کو ناپسند کرتے ہیں۔ کہ برصغیر کی ایک قوم کمیونسٹوں کے خلاف اتحاد میں شریک ہو۔

جھمپیر کے قریب ایک اور ریلوے حادثہ

حیدرآباد ۲۶ جنوری کراچی سے شام کے پانچ بج کر بیس منٹ پر جو جناب ایکسپریس روانہ ہوئی تھی۔ وہ جھمپیر اور براد آباد کے درمیان ایک پل کے اوپر حادثہ سے دوچار ہوگئی۔ اور اس کا ایک ڈبہ پٹڑی سے اتر گیا۔ اور جناب حیدرآباد سندھ نہیں پہنچ سکی۔ کراچی سے شب کے ۸ بج کر چالیس منٹ پر چلنے والے پاکستان میل کو جنگ شاہی میں روک دیا گیا ہے۔ اور حیدرآباد سندھ میں پاکستان ایکسپریس کو روک لیا گیا ہے۔ ٹرینوں کی آمدورفت پھر بند ہوگئی ہے۔ کسی جانی اور مالی نقصان کی اطلاع نہیں ملی ہے۔

پاکستان پارلیمنٹ کا بجٹ سیشن ۱۲ مارچ کو شروع ہوگا

کراچی ۲۶ جنوری۔ معلوم ہوا ہے کہ پاکستان پارلیمنٹ کا بجٹ سیشن ۱۲ مارچ کو شروع ہو جائے گا۔

واشنگٹن ۲۶ جنوری۔ امریکی ماہرین پہلی جنگ عظیم کے تین لاکھ سپاہیوں کا معائنہ کریں گے۔ تاکہ تمباکو کے انسانی صحت پر مضر اثرات کا بغور معائنہ کیا جائے۔

مغربی اور مشرقی پنجاب کے درمیان حدبندی کا تنازعہ طے ہوگیا

نئی دہلی ۲۶ جنوری۔ کل واہگہ کی سرحد پر مغربی اور مشرقی پنجاب کی سرحدی پولیس کے کمانڈروں کے درمیان پانچ گھنٹے تک بات چیت ہوئی جس میں اضلاع فیروزپور و گورداسپور کی سرحدوں کی حدبندی کے تنازعات مصالحانہ طور پر طے ہوگئے ہیں۔ لیکن ابھی ان کے لئے دونوں حکومتوں کی منظوری باقی ہے۔

پاکستان کو اپنی حفاظت کے لئے امریکی امداد قبول کرنے کا حق ہے

عبدالرحمٰن عظام کا بیان

۲۶ جنوری۔ قاہرہ کے مشہور ہفتہ وار اخبار "رسل یوسف" مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء نے مسٹر عبدالرحمٰن عظام عرب لیگ کے سابق سیکرٹری جنرل سے ایک ملاقات کا حال شائع کیا ہے۔ مسٹر عبدالرحمٰن عظام سے پاکستان کے موجودہ حالات پر اظہار رائے کرنے کے لئے کہا گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ پاکستان نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔ جو بھارت نے کیا تھا۔ پاکستان نے اس سال ڈالر کی حربی امداد قبول کی ہے۔ جس کو بھارت نے گذشتہ سال قبول کیا تھا۔

مسٹر ایم۔ این۔ رائے انتقال کر گئے

ڈیرہ دون ۲۶ جنوری۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک لیڈر مسٹر ایم۔ این۔ رائے کا کل رات ۱۱ بجکر ۵۰ منٹ پر انتقال ہوگیا۔ ان کی عمر ۶۱ سال تھی۔ وہ گزشتہ تین ماہ سے سخت علیل تھے۔ انہیں دماغ کی شریانوں میں خون جمنے کا عارضہ لاحق تھا۔ کل رات مرض کا سخت حملہ ہوا۔ اور اسی میں وہ چل بسے۔ ایم این رائے لینن ٹراٹسکی اور سٹالن کے رفیق کار رہ چکے تھے وہ تھرڈ انٹرنیشنل کے سابق ممبر تھے۔ وہ میکسیکو کمیونسٹ پارٹی کے بانی تھے۔ چین میں انقلابی تحریک کو انہوں نے ہی منظم کی